© rasailojaraid.com

ایک جواں مرگ گمنام فاضل اجل

رضا حسن خاں علوی کاکوروی

جناب مسعود انور علوی کاکوروی، ایم اے، علیگ :-

صوبۂ اودھ کے کم و بیش تمام قصبات اپنی مردم خیزی میں مشہور رہے ہیں لیکن ان میں کاکوروی کو اپنی علم دوستی، فن پروری، مردم خیزی، تہذیب و شرافت اور وضعداری میں جو امتیاز حاصل رہا ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ دارالسلطنت لکھنؤ سے ۸-۹ میل کے فاصلہ پر لکھنؤ ہردوئی شاہراہ پر واقع اس قصبے نے ایسے صاحبان فضل و کمال و ارباب ہنر پیدا کیے جن کا نام رہتی دنیا تک تاریخ کے صفحات پر درخشاں و تاباں رہے گا۔ ناصیۂ کاکوری پر ایسے ایسے روشن و تابناک ستارے چمکے جن کی چمک دمک کے اثرات آج بھی دور و نزدیک کے لوگوں کی آنکھوں کو خیرہ کر رہے ہیں۔ اور وہ صاحبانِ قلم و صاحبان سیف بھی ابھرے جن کے فضل و کمال کو دیکھ کر حاسدین بھی انگشت بدنداں رہ گئے۔ سرزمین کاکوری میں صاحبانِ حال درویش صفت و صوفی منش حضرات بھی پیدا ہوئے جنھوں نے اپنے فیض کیمیائے نظر و صحبت سے گم گشتگان راہ اور سرگشتگان صحرا کو منزل معرفت و حقیقت کی راہ دکھائی۔ خودشناسی و خدا شناسی کا سبق ذہن نشین کرا کر مقصدِ حیات سے انجان و نابلد لوگوں کو عرفان عطا کیا۔ اہل کاکوری نے اپنے فہم و تدبر، سیادت و دانائی کی وجہ سے سلاطین اودھ و فرماں روائے وقت کے دماغوں و قلوب پر بڑی کامیابی سے حکومت کی۔ کرنل سلیمن نے ٹھیک ہی لکھا ہے وہ کروری (کاکوری) کے چھوٹا سا قصبہ اپنے علماء و فضلاء کمپنی کی حکومت میں اونچے اونچے عہدوں کو بھرنے کے لیے بجز کلکتہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہندوستان کی سب جگہوں سے زیادہ ممتاز ہے۔ وہاں کے باشندے اودھ کی دوسری جگہوں کے مقابلہ میں زیادہ امن وسکون سے رہتے ہیں جس کی وجہ وہ عزت واحترام ہے جو وہاں کی سربرآوردہ شخصیتوں کو انگریزی حکومت اور اودھ کے دربار سے حاصل تھا۔"

(اے جرنی تھرو دی کنگڈم آف اودھ- ۲: ۱۰)

تمام مشاہیر کاکوری کے ناموں کا احصا کرنا تو ایک طول عمل ہے چنانچہ چند مشاہیر وارباب علم وہنر کے نام درج ہیں تاکہ مندرجہ بالا سطور کی تصدیق ہوسکے۔ قاضی القضاۃ نجم الدین علی خاں ثاقب مفتی خلیل الدین خاں بہادر سفیر شاہ اودھ، ممتاز العلماء قاضی سعید الدین خاں علوی مولوی مسیح الدین خاں سفیر شاہِ اودھ بہ لندن، نواب امیر عاشق علی خاں بہادر علوی سفیر شاہ اودھ، نواب منتظم الملک شیخ جار اللہ علوی وزیر خاں ہفت ہزاری، حاجی امین الدین محدث خلیفہ خاص شاہ ابوسعید حسنی رائے بریلوی، نواب امیر حسن خاں لسمّل خاں بہادر مفتی عنایت احمد صاحب، مجاہد آزادی منشی رسول بخش شہید۔ مورخ اودھ منشی محمد فیض بخش صاحب تاریخ فرح بخش جن کی بدولت حکومت اودھ کی مستند وصحیح تاریخ منصۂ شہود پر آئی، حضرت مخدوم شیخ سعدی کاکوروی، حضرت مخدوم نظام الدین قاری عرف شاہ بھکاری کاکوروی، حضرت شاہ محمد کاظم قلندر قدس سرہ بانی خانقاہ کاظمیہ کاکوری، ان کے صاحبزادہ حضرت شاہ تراب علی قلندر، بکثرت تصنیفات وتالیفات کے خالق، حضرت ملا ضیاء الدین محدث مدنی، مفتی علیم الدین خاں، ملا محمد زماں، ملا محمد غوث ملک زادہ، حسان الہند محمد محسن کاکوروی منشی نورالحسن نیر مؤلف نوراللغات حضرت مولانا شاہ تقی علی قلندرؒ، ومولانا حافظ شاہ علی انور قلندرؒ وغیرہ۔

یہ تھا قصبہ کاکوری اور ارباب کاکوری کا مختصر سا تعارف۔ افق کاکوری سے ایک ایسا ہلال بھی طلوع ہوا تھا جو بدرِ کامل نہ بن سکا اور اس سے پہلے ہی غروب ہوگیا۔ لیکن اس کے باوجود اس کی تابناکی نے اپنے معاصرین ومتاخرین کی آنکھوں کو خیرہ کردیا اور آج بھی اس کی پھیلائی ہوئی روشنی لوگوں کے لیے مشعل راہ بنی ہوئی ہے۔ یہ شخصیت تھی نواب امیر رضا حسن خاں علوی فخر اسلام کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جن کے لیے بجا طور پر یہ کہا جا سکتا ہے۔ ع

عمرہا در کعبہ و بت خانہ می نالد حیات تا ز بزم خاک یک دانائے راز آید بروں

آپ مخدوم زادگان کاکوری میں سے تھے سلسلۂ نسب حضرت علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ تک اس طرح پہنچتا ہے۔ نواب امیر رضا حسن خاں ایف اے ایس بی (۱) ابن نواب امیر حسن خاں بسمل (۲) ابن امیر عاشق علی خاں علوی سفیر شاہ اودھ (۳) ابن طفیل خاں فوجدار (۴) ابن شیخ محمد (۵) ابن شیخ غلام نبی (۶) ابن نواب منتظم الملک خاں وتر خاں شیخ جار اللہ علوی ہفت ہزاری (۷) ابن ملا عظمت اللہ (۸) ابن ملا عزیز اللہ (۹) ابن ملا عبدالکریم (۱۰) ابن حافظ شہاب الدین (۱۱) ابن حضرت مخدوم نظام الدین قاری قادری المعروف بہ شیخ بھکاری (۱۲) ابن قاری امیر سیف الدین (۱۳) ابن قاری حبیب اللہ نظام الدین المعروف بہ امیر کلاں (۱۴) ابن قاری امیر نصیر الدین دلیل اللہ (۱۵) ابن قاری محمد صدیق المعروف بہ ابو محمد خانی (۱۶) ابن قاری عبید اللہ (۱۷) ابن قاری عبدالصمد (۱۸) ابن قاری امیر شمس الدین خرد معروف بہ قاری محقق جامع جمع الجوامع کبیر در لغت احادیث و تفسیر (۱۹) ابن قاری عبدالمجید دربانِ آستانۂ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم (۲۰) ابن حاجی حرمین سلطان حسین (۲۱) ابن قاری امیر ابراہیم نبیرۂ و خلیفۂ حضرت سید عبدالرزاقؒ خلف و خلیفۂ حضرت غوث الاعظم رضؓ (۲۲) ابن قاری سلطان عبداللطیف (۲۳) ابن قاری امیر عبید اللہ خانی (۲۴) ابن مولانا شمس الدین صابر (۲۵) ابن قاری مجید الدین خانی (۲۶) ابن قاری امیر سلیمان مفسر (۲۷) ابن مولانا وجیہہ الدین احمد (۲۸) ابن قاری محمد (۲۹) ابن قاری احمد (۳۰) ابن حضرت علی (۳۱) حضرت محمد بن الحنفیہ رضؓ (۳۲) ابن امیر المومنین حضرت علی رضؓ مرتضٰی کرم اللہ وجہہ۔

پیدائش:۔ ۱۳ ذی قعدہ روز پنجشنبہ ۱۲۴۶ھ مطابق ۲۷ اپریل ۱۸۳۱ء کو کان پور میں پیدا ہوئے۔ صاحب تذکرۂ علمائے ہند رقم طراز ہیں: "مولوی رضا حسن خاں کاکوروی ابن امیر حسن خاں از مخدوم زادگان کاکوری ست سیزدہم ذیقعدہ یوم پنجشنبہ سال دوازدہ صد چہل و شش

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ولادت یافتہ [۵۱]، مولوی رضا حسن کاکوروی امیر حسن خاں کے بیٹے کاکوری کے مخدوم زادگان سے ہیں۔ ۱۳ ذیقعدہ بروز جمعرات ۱۲۴۶ھ کو پیدا ہوئے۔

حاجی محمد سعید بغدادی نے تاریخ ولادت کے متعدد قطعات لکھے جن میں سے دو درج ہیں:

۱۲۴۶ ۱۲۴۶

شرف العصر بمولود وفاق معدن للخیر قد زان الوجود

قسام ازل نے پیشانی پر لکھ دیا تھا کہ یہ بچہ کم عمری میں ایک بلند پایہ شاعر و متبحر عالم بن جائے گا من سعد سعد فی بطن امہ کے مصداق کم سنی ہی سے چہرہ سے ذہانت وفطانت، ذکاوت وفراست کی شعاعیں پھوٹی پڑتی تھیں۔

والد ماجد نواب امیر حسن خاں بسمل عربی وفارسی میں بڑی دست رس رکھتے تھے اور فارسی شاعری میں ید طولیٰ رکھتے تھے جن کی تصانیف میں پنج گلین دیوان فارسی اور میزان المعانی مشہور ہیں [۵۲]۔

چار سال کی عمر میں حسب دستور پڑھانے بٹھائے گئے۔ جملہ کتب درسیہ کانپور میں پڑھیں۔ مشاہیر علماء کے روبرو زانوئے تلمذ تہ کیا۔

"واشتغل بالعلم علی اساتذۃ عصرہ [۵۳]" اپنے زمانہ کے علماء سے علم حاصل کیا کانپور کے دوران قیام کاکوری آتے جاتے رہے کیونکہ سارا خاندان سوا چند نفوس کے کاکوری ہی میں قیام پذیر تھا۔ والد ماجد نواب امیر حسن خاں کلکتہ میں اپنے والد ماجد امیر عاشق علی خاں سفیر شاہ اودھ بہ کلکتہ کی جائداد وتجارت وغیرہ کی نگہ داشت کے سلسلہ میں مقیم تھے چنانچہ انھوں نے لائق وفائق بیٹے کو اپنے پاس بلا لیا۔ رضا حسن خاں ابھی تعلیم میں منہمک تھے کہ باپ کے بلاوے پر ۲۶ محرم الحرام ۱۲۶۲ھ

---

۵۱ تذکرہ علمائے ہند۔ مولوی رحمن علی۔ ص: ۶۳۔

۵۲ تذکرۂ مشاہیر کاکوری۔ حضرت مولانا حافظ شاہ علی حیدر قلندر کاکوروی۔ ص: ۵۲۔

۵۳ نزہۃ الخواطر ج ۷: ۱۷۸۔

© rasailojaraid.com

کو کانپور سے کلکتہ روانہ ہو گئے۔ ۱۷ ربیع الاول ۱۲۶۲ھ کو کلکتہ پہنچے[1] وہاں پہنچ کر بقیہ تعلیم حاصل کی۔ وہاں کے مشہور علماء سے اکتساب علم کیا۔ علوم عربیہ اور جملہ فنون عقلیہ ونقلیہ میں کماحقہا مہارت حاصل کی۔ خداداد ذہانت وفراست اور محنت ولگن کی بنا پر اٹھارہ سال کی عمر میں تفسیر وحدیث فقہ ومنطق وعلم کلام وادب کی تحصیل سے فارغ ہو کر والد بزرگوار کے صحیح جانشین بلکہ یوں کہیے ان سے زیادہ قابل اور باعث فخر ہوئے۔

صاحب نزہۃ الخواطر لکھتے ہیں:

وقرأ فاتحة الفراغ ولہ ثمانی عشرة سنة[2] اٹھارہ سال کی عمر میں فاتحۃ الفراغ پڑھی۔

عربی ادب کی تعلیم سید عبدالرزاق یمنی سے حاصل کی۔ عربی وفارسی نظم ونثر میں یکساں قدرت حاصل تھی۔ اپنے بے پناہ علم کی وجہ سے اس دور کے سن رسیدہ علماء کی نظروں میں ان کی جو عزت ووقعت تھی وہ ان کے معاصرین ہم عمروں میں کسی کو نہ حاصل ہو سکی۔

علمی مقام اور تصانیف

علوم مروجہ کی تحصیل سے فراغت کے بعد تو ہمہ تن درس وتدریس اور تصنیف وتالیف کی طرف متوجہ ہو گئے لیکن اس سے قبل بھی کافی تصانیف کی تھیں، غرض کہ کم عمری ہی میں اس قدر بیش بہا مصنفات ومؤلفات کر ڈالے جو ان کی اعلیٰ قابلیت عالی دماغی وذہن رسائی کی آج بھی شہادت دے رہے ہیں۔

صاحب تذکرہ علماء ہند تو ان کے بارے میں یوں رطب اللسان ہیں:

" او ذہانت وفطانت وہبی داشت بہ عمر ہیزدہ سالگی از تحصیل علوم متعارفہ فراغ یافتہ خصوصاً در انشائے عربی وفارسی نظماً ونثراً گوئے سبقت از اقران ربودہ مشار الیہ اہل کمال گشتہ مصنفاتش در بنگال مشہور ومعروف اند منجملہ آں

۱؎ تلامذۃ الہند وریحانۃ الزند۔ رضا حسن علوی کاکوروی۔ ص: ۱۱۳

۲؎ نزہۃ الخواطر۔ سید عبدالحی الحسنی رائے بریلوی۔ ج ۷، ص: ۱۸۸

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قصیدہ انموذج الکمال ہموزن قافیہ بردہ در سال دوازدہ صد وشصت وچہار ہجری تصنیف فرمودہ چنانچہ بہ خاتمہ آں می فرماید؎

تم المدیح فقدا رخت موتمناً

اللہ ازلل الایجاز والختم

وشرح آں بہ دوازدہ صد وشصت وپنج ہجری نوشتہ دراں وقت نوزدہ سالہ بود۔ دیگر مطارح الاذکیا در حل عویصات علوم مختلفہ است وایں ہر دو کتاب بہ نظر مؤلف رسیدند الحق کہ ازآں لیاقت علمی مصنف ظاہر می شود" الخ [1]

وہ (رضا حسن علوی صاحب) خداداد ذہانت وفطانت کے مالک تھے۔ اٹھارہ برس کی عمر میں تمام علوم متعارفہ سے فراغت حاصل کی۔ خاص طور پر عربی وفارسی نظم ونثر کی انشاء میں اپنے معاصرین سے بھی آگے بڑھ گئے۔ اہل کمال اس کی جانب اشارے کرنے لگے۔ بنگال میں ان کی تصنیفات مشہور ہیں۔ ان تصانیف میں قصیدہ انموذج الکمال جو قصیدہ بردہ کا ہم قافیہ ہے ۱۲۶۴ھ میں تصنیف فرمایا۔ چنانچہ اس کے اختتام پر فرماتے ہیں۔ ع

تم المدیح فقدارخت موتمناً   اللہ ازلل الایجاز والختم

۱۲۶۵ھ (۱۲۶۴) میں جب کہ ان کی عمر ۱۹ سال تھی اس قصیدہ کی شرح لکھی، دوسری تصنیف مطارح الاذکیا ہے جو مختلف علوم کی مشکلات کے حل کے سلسلہ میں ہے مؤلف کی نظر سے یہ دونوں کتابیں گزری ہیں حقیقت یہ ہے کہ ان دونوں کتابوں سے مصنف کی علمی صلاحیت ظاہر ہوتی ہے"۔

صاحب نزہتہ الخواطر رقمطراز ہیں:

"الشیخ الفاضل رضا حسن بن امیر حسن الکاکوروی احد العلماء المشہورین من ذریۃ الشیخ

[1] تذکرہ علمائے ہند ... ۷۷

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نظام الدین علوی .... و درس وصنف دون العشرین" الخ[۵۱]

شیخ فاضل رضا حسن بن امیر حسن کاکوروی حضرت شیخ نظام الدین علوی کی اولاد میں ایک مشہور عالم تھے .... درس وتدریس کا سلسلہ جاری کیا اور تقریباً ۲۰ تصانیف مرتب کیں وغیرہ، نواب امیر حسن خاں تسبمل کا ۲۷ رماہ رمضان ۱۲۶۳ھ مطابق ۸ ستمبر ۱۸۴۷ء کو انتقال ہوا[۵۲]

والد ماجد کے انتقال کے وقت بیٹے کلکتہ میں موجود تھے۔ جدائی کا غم بہت ہوا۔ چنانچہ ان کے انتقال کے بعد تصنیف وتالیف کی طرف توجہ شروع کی اور تعلیم کے ساتھ ہی لکھنے لکھانے کی طرف بھی متوجہ ہوئے۔

...... وصرفت اکثر اوقاتی فی التصنیف فما غادرت الا وانی صاحب اکثر المصنفات العجیبة ومالک کثیر من المولفات الغریبة"[۵۳]

میں نے اپنا بیشتر وقت مشغلہ تصنیف کی طرف پھیر دیا یہاں تک کہ میں بہت سی عجیب وغریب تصنیفات وتالیفات والا ہو گیا۔"

حاشیۃ شرح تہذیب جلالی، کدالقلم فی حل شبہۃ الجذر الاصم صولۃ الضرغام فی دفع مزخرفات الاوہام، غایۃ الارب فی شرح لامیۃ العرب، معاطاۃ الکؤوس، کیف الصہباء فی دستور الانشاء وبستان الادب فی لطائف العرب، اعجاز القلم والبیان فی جلاء سبحۃ المرجان، جولان القلم فی شرح اللامیۃ العجم، نکہۃ الہند والعنبر فی تعصیر سلافۃ العصر، الترشیح المزید فی تفصیح الیزید، وغیرہ[۵۴]

---

۵۱ نزہۃ الخواطر۔ مصدر سابق۔ ج ۷: ۱۷۷

۵۲ تذکرۂ مشاہیر کاکوری " ص: ۵۵۔

۵۳ لامیۃ الہند در کانۃ الزند۔ مصدر سابق ص: ۲۳

۵۴ لامیۃ الہند۔ مصدر سابق۔ ص: ۲۳-۲۲۔ مطبوعہ ۱۲۶۳ھ کلکتہ۔

© rasailojaraid.com

مندرجہ بالا علمی نگارشات قلم عربی میں ہیں اور مصنف موصوف کی طالب علمی کے عہد کی کاوشات ہیں۔ ان کے علاوہ بھی دیگر رسائل وحواشی ہیں۔

صاحب تذکرہ مشاہیر کاکوری جو خانقاہ کاظمیہ کاکوری کے سجادہ نشین اور ایک مستند مورخ ہیں اور جن کی بدولت کاکوری اور ارباب کاکوری کی صحیح و مستند تاریخ منصۂ شہود پر آئی، نیز موصوف کا رضا حسن خاں علوی سے نسبی و روحانی تعلق بھی ہے جس کی وجہ سے بھی ان کا لکھا ہوا ثقہ اور قابل قبول ہے۔

موصوف نے رضا حسن صاحب کی ۲۰ تصانیف کے نام بھی درج کیے ہیں[۱] صاحب نزہۃ الخواطر نے بھی ۲۰ تصانیف لکھنے کے بعد نمونۃً چند نام جو ان کو معلوم ہو سکے بیان کیے ہیں[۲]

چونکہ رضا حسن خاں کا انتقال بھی جواں سالی میں اچانک کلکتہ میں ہوا، اور کوئی وارث از قسم اولاد وغیرہ نہ ہوا اس لیے ان کی اکثر تصانیف کے بارے میں کچھ پتہ نہیں چلتا کہ کہاں گئیں۔ ممکن ہے بلکہ اغلب ہے کہ کلکتہ کی نیشنل لائبریری میں موجود ہوں کیونکہ ان کے انتقال کے بعد ان کی بیشتر کتابیں کلکتہ میں لائبریری کو دے دی گئی تھیں۔

صاحب تذکرہ علمائے ہند کے اس بیان سے بھی اس خیال کو تقویت پہنچتی ہے۔

مصنفاتش در بنگال مشہور و معروف اند[۳]　　بنگال میں ان کی تصانیف مشہور و معروف ہیں۔

حسن اتفاق کہ راقم السطور کی نظر سے چند کتابیں گزری ہیں۔

(۱) التحقیقات الدقیقہ حاشیۃ علی حاشیۃ السید الزاہد علی الرسالۃ القطبیۃ۔

(۲) المنظوم فی تحقیق العلم والمعلوم

(۳) حاشیۃ شرح تہذیب جلالی

---

[۱] تذکرہ مشاہیر کاکوری حضرت مولانا حافظ شاہ علی حیدر قلندر کاکوروی ص: ۱۶۹

[۲] نزہۃ الخواطر۔ سید عبدالحی الحسنی ج ۷ ۱۹۷۶ء ۱۸۰۔ [۳] تذکرہ علمائے ہند مرتبہ محمد ایوب قادری ص ۶۴۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۴) حاشیہ صدرا : علامہ صدر الدین شیرازی کی مشہور کتاب ہدایۃ الحکمۃ پر مفید حاشیہ عربی میں لکھا۔

(۵) سر القلم فی حل شبہۃ الجذر الاصم۔ فن ریاضی میں جذر اصم پر بے مثال رسالہ لکھا۔

(۶) صولۃ الضرغام فی دفع مزخرفات الاوہام۔ جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے ایک طالب علم کے کچھ شکوک وشبہات تھے جن کے مدلل ومسکت جوابات موصوف نے دیے ہیں جو ایک عربی رسالہ کی شکل میں مدون ہو گئے۔

(۷) التوضیح المزید فی تفضیح الیزید۔

(۸) غایۃ الارباب فی شرح لامیۃ العرب۔ عربی ادب میں اپنی نوعیت کی یہ عجیب تصنیف ہے موصوف نے اس کے بارے میں ٹھیک ہی لکھا ہے:

"وما اظن انہ ظہر قبلی فی الہند من یکون لہ مجامیع ادبیۃ بمثل ہذہ الطریقۃ الادبیۃ الخ" مجھے نہیں خیال ہے کہ مجھ سے پہلے ہندوستان میں کسی کے اس انوکھے طریقہ پر ادبی مجموعے ہوں۔

(۹) معاطاۃ الکؤوس فی شرح العروس

(۱۰) اعجاز القلم والبیان فی جلاء سبحۃ المرجان

(۱۱) نکہۃ الہند والعنبر فی تعصیر سلافۃ العصر

(۱۲) کیف الصہباء فی دستور الانشاء

(۱۳) اعتراضات علی عجب العجاب

(۱۴) نزہۃ الارواح اعتراضات علی حدیقۃ الافراح لازالۃ الاتراح

(۱۵) جولان القلم فی شرح لامیۃ العجم

(۱۶) اعتراضات علی نفحۃ الیمن: یہ دراصل ان مختلف مدلل ومسکت اعتراضات کا مجموعہ ہے جو انھوں نے شیخ احمد الیمنی الشروانی جیسی مسلم الثبوت شخصیت کی تالیف نفحۃ الیمن فیما یزول بذکرہ الشجن لگائے تھے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے مصنف موصوف کی مہارت علمی اور ذہن رسائی کا معترف ہونا پڑتا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۱۷) بستان الادب فی لطائف العرب : یہ کتاب پانچ ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلے باب میں حکایات لطیفہ عجیبہ ہیں۔ جس کے بارے میں خود لکھتے ہیں "کانّہ بستان مغمور اوبلد معمور فیہ ملح عجیبہ ومضحکات غریبۃ، گویا کہ وہ پھولوں سے ڈھکا ہوا باغ ہے یا شہر جو کہ آباد ہے اس میں عجیب وغریب ہنسانے والے عجیب وغریب لطیفے ہیں۔

دوسرے باب میں لطائف، اشعار از قسم قصائد وغزلیات وقطعات ورباعیات وغیرہ ہیں۔ تیسرے باب میں دلچسپ وانوکھی حکایات ہیں جنھیں ہندوستانی زبان سے عربی میں منتقل کیا۔ چوتھے باب میں علماء وفصحاء کے دلچسپ حالات اور پانچویں میں متفرقات ہیں۔

(۱۸) مطارح الاذکیا وہدیۃ الاحباء۔ یہ منطق سے متعلق ایک عمدہ رسالہ عربی میں تقریباً ۸۵ صفحات پر مشتمل رمضان ۱۲۶۳ھ میں تحریر کیا۔ یہ بھی دیگر تصانیف کی کلکتہ ہی میں طبع ہوا۔ کلکتہ کے علماء اور ارباب کمال نے اس پر تقاریظ لکھی تھیں جن سے مصنف مذکور کی عبقریت پر روشنی پڑتی ہے۔ اس رسالہ کو انھوں نے چند گھنٹوں میں لکھ ڈالا۔

چنانچہ تحریر فرماتے ہیں۔ "......... وسمیتھا بمطارح الاذکیاء ولقبتھا بھدیۃ الاحیاء، وذلک فی جلستین، من یومین مع قلۃ الفرصۃ وکثرۃ المشاغل" الخ۔

میں نے اس رسالہ کو مطارح الاذکیاء کے نام سے موسوم اور ہدیۃ الاحباء کے نام سے ملقب کیا۔ فرصت کی کمی اور مشاغل کی زیادتی کے باوجود دو روز میں، دو جلسوں میں بیٹھ کر لکھ ڈالا" الخ

(۱۹) قصیدہ انموذج الکمال : یہ قصیدہ بردہ کے وزن وقافیہ پر ۱۳۶۴ھ میں لکھا پھر ۱۲۶۵ھ میں بعمر ۱۹ سال اس قصیدہ کی سلیس وسادہ عربی میں شرح لکھی۔ فن ادب میں ایک لاجواب تصنیف ہے صاحب تذکرہ علمائے ہند لکھتے ہیں:

"وشرح آں (قصیدہ انموذج الکمال) بہ دوازدہ صد وشصت وپنج ہجری نوشتہ دراں وقت نوزدہ سالہ بود"[۵۱] ۱۲۶۵ھ میں بعمر ۱۹ سال قصیدہ انموذج الکمال کی شرح لکھی۔

---

۵۱ تذکرہ علماء ہند۔ مصدر سابق۔ ص: ۴۳ ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۲۰) **قصیدہ لامیۃ الہند وریحانۃ الزند** :- یہ قصیدہ بھی عربی زبان پران کی قدرت کی کامل دلیل ہے۔ کمال کی بات یہ ہے کہ یہ ۱۱۶ اشعار کا طویل قصیدہ صفر ۱۲۶۴ھ میں صرف ایک شب میں کہہ ڈالا۔ ان کے پیش رووں میں کسی نے بھی اس سے زیادہ اشعار کا لامیہ قصیدہ نہ لکھا۔ اس قصیدہ کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ نہ تو اس میں تکرار قوافی ہے اور نہ ابتذال مضمون۔ حسب ضرورت ہر شعر کی شرح بھی کی ہے۔ دو تقاریظیں بھی علمائے کلکتہ نے لکھی ہیں۔

موصوف کے پیش رووں میں مقری کا قصیدہ ہے جو ۹۷ اشعار پر مشتمل ہے۔ صلاح الدین صفدی کا ۶۰ اشعار کا، غلام علی آزاد بلگرامی کا ۵۰ اشعار کا، عاملی کا قصیدہ ۳۷ اشعار کا حمصی کا ۵۹ اشعار کا، اور ابن وردی کا ۸۰ اشعار کا ہے۔

یہ قصیدہ شروع صفر ۱۲۶۴ھ میں کہا اور اخیر صفر ۱۲۶۴ھ میں کلکتہ ہی میں طبع ہوا۔

اس کی ابتداء میں تحریر فرماتے ہیں۔ طرز تحریر ملاحظہ ہو۔

"ھذہ قصیدۃ المعروفۃ بلامیۃ الھند والموصوفۃ بریحانۃ الزند، قد صاغہا العبد الافقر، الضارع الاحقر، اضعف خلق اللہ فی الزمن، العاصی الخاطی رضا حسن[۱]......" یہ مشہور و معروف قصیدہ جو لامیۃ الہند وریحانۃ الزند کے نام سے موصوف ہے۔ حقیر فقیر گناہ گار خطا کار رضا حسن نے کہا ہے۔

یہ تھا اس گمنام فاضل اجل کی تصانیف کا مختصر جائزہ۔

بیعت سلسلہ قادریہ میں خانقاہ کاظمیہ کاکوری کے مشہور صوفی و صاحب تصانیف بزرگ حضرت مولانا شاہ تراب علی قلندر قدس سرہٗ (م ۱۲۷۵ھ) سے تھی[۲]۔ پیر و مرشد کی بارگاہ میں بڑے مقبول اور راسخ العقیدہ و سچے تھے۔

تحریر بہت پاکیزہ اور بے پناہ حسین تھی۔ نسخ و نستعلیق دونوں میں مہارت حاصل تھی۔

---

[۱] لامیۃ الہند، مصدر سابق ص: ۳

[۲] تذکرہ مشاہیر کاکوری۔ ص: ۱۷۰۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خانقاہ کاظمیہ میں موجود مطارح الاذکیا اور لامیۃ الہند کے نسخوں پر ان کی خود نوشت تحریریں جو انھوں نے اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں نذر کرتے ہوئے لکھی تھیں۔ ان کی خوش خطی اور عقیدت و نیاز مندی کی بڑی واضح نشانی ہیں۔

اس جواں مرد کی کیا کیا صلاحیتیں بیان کی جائیں۔

چوں سخن در وصفِ ایں حالت رسید ہم قلم بشکست وہم کاغذ درید

عم مکرم مولوی معین الدین حسن صاحب علوی جو رضا حسن خاں صاحب کے ہمشیرہ زادگان میں سے ہیں ان کے دیگر حالات و واقعات کے ساتھ ہی ایک روز یہ بھی مجھ سے بیان کیا تھا کہ وہ عشق جیسی نعمت عظمیٰ سے بھی سرفراز ہوئے تھے۔ بعد میں ان کے وصیت نامہ سے اس بات کی توثیق ہوگئی۔

شاعری :۔ قتیل عشق ہونے کی وجہ سے ان کے فارسی و عربی کلام میں بے پناہ سوز و گداز اور درد موجود ہے۔ رضا تخلص تھا۔ عربی شاعری کی بہترین مثال قصیدہ لامیۃ الہند، انموذج الکمال ہیں۔

نمونہ اشعار ملاحظہ ہوں:۔

الفقر فی القصر کالغفران فی الزلل والعجز العز کالکتمان للخلل

اصبر علی مہلکات الدہر مو تلفا فالصبر افضل للاتیان بالجذل

لا تغترن علی ما جاء من نشط ان النشاط بہا یاتی علی الدخل

والقلب منکدر اسفا علی عتو والعین باکیۃ للفقر والاتل

کیف السبیل الیہا قد احاط بہا اسد المعارک ابطال بنو ثعل

وحولہا قد غدت مسکونۃ معہا بیض وسمر وسہم الاعین النجل

رأیتہا بغتۃ واللیل فی ظلم والحرس فی کسل والناس فی شغل

جئت من وردہا القانی وقلت لہا قد احضر اللیل من لا خاف بالقُلل

فقالت اذہب فانی لست اسمعہ ولست اخشی من الاکفاء والملل

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نقلت انی ممن سا قہ القدر | الیک مبتغیا من روضک الخضل

والد ماجد سے ۲۷ رمضان ۱۲۶۳ھ کو جدائی ہوگئی۔ لائق و فائق بیٹے پر باپ کی جدائی سخت شاق گذری چنانچہ اندرونی جذبات واحساسات کی ترجمانی اس طرح کی۔

یا للہ عزۃ سار وانی التباشیر | فاسود یومی کا حداق الیعافیر
نحن الجسوم ھم الارواح فارتحلوا | وخلفونا کامثال التصاویر
من لی بابراء امراض زمنت بھا | راح الطبیب المداوی بالتدابیر
الدھر مد ید العدوان حیث طوی | بساط عافیتی طی الطوامیر
لا یحمل الصخر ما اتلک فی کبدی | فکیف یحملھا سلک الاساطیر

فارسی کلام کا نمونہ بھی پیش ہے:

رضا از تصاریف ہمت بر آنم | کہ نقل سخن را بہ اخوان فرستم
ز جوشیکہ از لجہ ام کف فگن شد | بہ ریش قلمہا نمک داں فرستم
بہ نفحات انفاس غمدیدۂ خود | نسیمے بمرغ گلستاں فرستم
ز عطر لطیف عبیر خودم باز | غزالی بناف غزالاں فرستم
اشارات زائیدہ فکر خود را | ز حکمت بہ ابنائے یوناں فرستم
ز ہمت بی طبع وقاد ذہنم | ضیائے بہ خورشید تاباں فرستم
رموز اشارات نفحات خود را | بہ افکار ابکار لقماں فرستم
تماشائے ازہار سر بستہ خود | بہ جادو بیانان عدناں فرستم
بہ انوار خورشید رخشان فکرم | چراغ بگور غریباں فرستم
ز دریائے عمان فکر لطیفم | بہ ملک عرب عقد مرجاں فرستم

وفات: افسوس کہ ان کی عمر نے وفا نہ کی اور عین عالم شباب میں تقریباً ۱۹ سال ۵ ماہ کی عمر میں یہ آفتاب علم و ہنر بمقام کلکتہ بتاریخ ۱۹ ربیع الآخر بروز دوشنبہ ۱۲۶۶ھ مطابق

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۴ مارچ ۱۸۵۸ء کو بوقت مغرب غروب ہوگیا وہیں تدفین ہوئی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

یک چراغیست دریں خانہ کہ از پرتو آں ہر کجا می نگری انجمنے ساختہ اند

نواب امیر حسن خاں سنبھل کے ایک صاحبزادہ اور دو صاحبزادیاں تھیں۔ صاحب زادہ اس طرح ناکتخدا فوت ہوئے۔ بیٹیوں سے اولادیں ہوئیں جو موجود ہیں رضا حسن خاں علوی ان خوش نصیب لوگوں میں سے تھے جن کو حضرت حق تعالیٰ نے اپنی معیت سے سرفراز ہونے کے وقت کی بہت پہلے ہی بشارت دے دی تھی۔

ان کے انتقال سے کچھ ہی پہلے کی ان کی خود نوشت تحریر بطور وصیت نامہ ملی تھی جو ان کے ہمشیر زادگان میں سے ایک صاحب کے پاس محفوظ رہ گئی۔ ہدیۂ قارئین کر رہا ہوں ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ کس درجہ درد انگیز و الم آمیز ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امابعد فان الحیوۃ والموت مستویان لاسیما عند العاقل الفطن الخبیر الماہر ومن المشاہدات بالامور الباطنۃ ان فناء البدن غیر مستلزم لفناء الروح والاصل فی وجود الانسان ہو الروح لا البدن فانی موجود مشیراً الی وجودی وما وجودی الا الروح فقط وانما البدن قفسۃ خبیثۃ والروح دایمۃ باقیۃ ناظرۃ حاضرۃ شاہدۃ فاذا ثبت ہذا فاعلم انی لا ابالی بالموت بوجہ من الوجوہ۔[۵]

مرگ اگر مرد است گو پیش من آئے تا در آغوشش بگیرم تنگ تنگ

من زوے عمرے ستانم جاوداں او زمن دلقے ستاند رنگ رنگ

واللہ شہید علی ما قلت واقول انی متبرء کمال التبری عن حیاتی فانی لا اجد فی وجودی الخارجی الا خسران الدنیا والآخرۃ وذلک ہو الخسران المبین وکنت انا

---

[۵] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو نفحات النسیم فی تحقیق اولاد ملا عبدالکریم۔ مولوی سمیع علی علوی کاکوروی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فی ھذا القالب العنصری مدۃ تسعۃ عشر سنۃ وخمسۃ اشہر او ازید لا غیر والآن انی ارید الطیران الی الملاء الاعلیٰ فانی قد ضاقت علی الارض بما رحبت فاستغفر لی ایّھا الاخ فانی مستغفر وتائب الی اللّٰہ الغفار عن المعاصی الکبیرۃ و الصغیرۃ مما فعلت او قلت او کنت باعثًا لہ توبۃ راجعۃ بالقلب صادقۃ موافقۃ باللسان وانی اشھد اولًا وأومن باللّٰہ عزوجل واحدًا لا کوحدتنا قادرًا لا کقدرتنا سمیع لا کسمعنا بصیر لا کبصرنا عالم لا کعلمنا وعلی ھذا القیاس الی منتھی الصفات واشھد ان لا الہ الا اللّٰہ وایضًا اشھد واومن شہادۃ صادقۃ و ایمانا کاملا ----- بان محمد بن عبد اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ القرشی الہاشمی رسولہ المقبول وحبیبہ الظاہر وھو صفی اللّٰہ رسول اللّٰہ حقا بلا ارتیاب وکذا اشھد واومن بقبولیۃ جمیع اھل البیت الکبار والصحابۃ الاخیار رضوان اللّٰہ تعالیٰ علیھم اجمعین وانی اقول بعد التوبۃ والاستغفار آمنت باللّٰہ وملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ ایمانا صادقا کاملا واللّٰہ تعالیٰ عالم الخفیات الاسرار وبعد ھذا فوصیتی الاولی البلیغ یا اخی ان یجھز فی تجھیز وتکفنی تکفینًا لطیفًا بالثیاب الثمینۃ ثم تصلی علیّ ثم تضعنی فی القبر بالموضع الذی وصیتا بہ الحافظ ثم تعمل لی فاتحۃ فی کل خمیس بتلاوۃ القرآن واستماع الحانی المعرفۃ علی ما ھو المستور فانی مشتاق کثیرًا الی سماع السماع وبعد ھذا فاکتب علی القبرین کلیھما علی قبر المایین العبارات الآتیۃ بالضرور مع التسمیۃ ۔

یا قبر قبر ھل زالت محاسنھا | ام زال منک ضیاء النظر والبصر
یا قبر یا قبر ما انت لی روض ولا فلک | فکیف الجمع فیک لعصر والقمر
ما کنت احب قبل وقتک ما تری | ان اللحود منازل الاقمار

توفیت صاحبۃ ھذا القبر فی ربیع الآخر ۱۳۶۶ھ من الھجرۃ یوم الخمیس وھی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

شابة مومنة مسلمة انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ثم یکتب علی قبری ؎

دہ کہ ہر گاہ سبزہ در بستاں بدمیدے چہ خوش شدے دل من
بگذرائے دوست ما بہ فصل بہار سبزہ بینی دمیدہ از گل من

آہ من العشق و حالاتہ احرق قلبی بحرارتہ

الفقیر العاصی المہجور الراجی الی رحمۃ اللہ القوی رضا حسن العلوی الہاشمی غفر اللہ لہ۔ کلکتہ سنہ ۱۲۶۶ھ النبوی صلی اللہ علیہ وسلم۔

مندرجہ بالا وصیت نامہ سے عم مکرم قبلہ کی بات کی تصدیق و توثیق ہوتی ہے لیکن اس دولت کی تفصیلات نہ معلوم ہو سکیں اور اگر ہوتیں بھی تو کیسے لکھی جاتیں۔

قلم بشکن سیاہی ریز و کاغذ سوز و دم درکش حسن ایں قصۂ عشق است در دفتر نمی گنجد

یہ تھا اولیائے کاکوری میں سے ایک نوجوان صاحب دل کا حال جو بلاشبہ المعی کہے جانے کا مستحق ہے

ہرگز نمیرد آں کہ دلش زندہ شد بعشق ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

مراجع: (۱) نزہۃ الخواطر و بہجۃ المسامع والنواظر۔ سید عبدالحی الحسنی۔ الجزء السابع۔ دائرۃ المعارف العثمانیہ۔ حیدر آباد۔ (۲) مرآۃ الاعلام فی ماثر الکرام۔ (تذکرہ مشاہیر کاکوری) حضرت مولانا حافظ شاہ علی حیدر قلندر کاکوروی ۱۳۴۵ھ لکھنؤ۔ (۳) سخنوران کاکوری حکیم نثار احمد علوی کاکوروی مطبوعہ کراچی۔

(۴) تذکرہ علمائے ہند۔ مولوی رحمن علی۔ نول کشور پریس لکھنؤ۔

(۵) نفحات النسیم فی تحقیق احوال عبدالکریم۔ مولوی سمیع علی علوی کاکوروی۔ اشاعۃ العلوم فرنگی محل لکھنؤ ۱۹۳۷ء

(۶) قصیدہ لامیۃ الہند: مولوی رضا حسن خاں علوی کاکوروی ۱۲۶۴ھ کلکتہ۔ ریحانۃ الزند۔

(۷) مطارح الاذکیاء عدیۃ الاخبار " " " " " ۱۲۶۳ھ دارالامارۃ۔ کلکتہ۔

(۸) کشف المتواری فی حال نظام الدین القاری۔ حضرت مولانا شاہ تراب علی قلندر کاکوروی۔

© rasailojaraid.com